فکرونظر............ اسلام آباد   جلد: ۴۲، ۴۳   شمارہ: ۴، ۱

موضوع احادیث اور محدثین برصغیر

ڈاکٹر محمد طفیل ☆

انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو بھی انبیاء اور رسول بھیجے، ان کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ کون سے کام ہیں۔ جنھیں بجا لانے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا اور انسانوں کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے بہرہ مند فرماتا ہے اور ایسے کون سے امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔ انسانی معاشروں میں اچھائی اور برائی کا معیار بھی انھیں امور پر قائم ہے اور یہیں سے حلال و حرام اور اچھے برے اعمال کا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ جو اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت یا نافرمانی کا سبب قرار پاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیائے کرام مبعوث ہوئے وہ سب کے سب انسانوں کو حق و باطل، حلال و حرام، اچھے بُرے اور مقبول و مردود امور کی تعلیم دیتے رہے۔ اپنی تمامتر تبدیلیوں اور تحریفات کے باوجود سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات عالمی سچائیوں، اخلاقی قدروں اور انسانی بھلائیوں کے فروغ کا منبع و مصدر رہی ہیں۔ اگرچہ انسانوں نے اپنی خواہشات اور ضرورتوں کی روشنی میں پیغام الٰہی میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں کیں، پھر بھی پیغام ربانی کا پورا زور اللہ اور بندے نیز بندے اور بندے کے مابین تعلقات کو حلال و حرام کی بنیادوں پر استوار کرنے پر صرف ہوتا ہے۔

سابقہ انبیاء علیہم السلام محدود افراد، محدود زمانہ اور محدود علاقوں کی طرف مبعوث ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں کو پہنچا کر اس کائنات سے رخصت ہوتے رہے اور ان کا حلال و حرام کا نظام، یعنی ان کی شریعتیں بھی ان کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوتی رہیں۔ جبکہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (۱) پوری انسانیت کی طرف ہے اور آپ کا پیغام بھی پوری انسانیت کیلئے ابدی نمونہ (۲) ہے اور آپ کی شریعت مطہرہ ایک جانب ہر طرح سے مکمل اور دوسری جانب تمام زمانوں اور علاقوں کے لئے ابدی ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسانوں کو حلال و حرام کا ایک مکمل نظام عطا فرمایا جس کی طرف قرآن حکیم نے ان الفاظ میں متوجہ کیا ہے کہ "**ویحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث**"(۳) رسول اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس اعلیٰ منصب پر فائز کیا ہے کہ وہ اس کائنات میں پائی جانے والی اشیاء اور انسانی فکر و خیال میں آنے والے اعمال اور ان کی بے عملی کو حلال و حرام اور جائز و ناجائز قرار دینے کے بلند ترین منصب پر فائز ہیں اور انھیں ان تمام امور میں وحی الٰہی (Devine Revelation) کی تائید، حمایت اور رہنمائی حاصل رہی ہے۔(۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تائید ایزدی سے جن امور کو حلال و حرام قرار دیتے ہیں۔ وہی شریعت محمدی ہے جس کی پابندی اور پیروی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی درحقیقت خالق کائنات کی اطاعت سے عبارت(۵) اور انسانی کامیابی و کامرانی اور اس کے لئے اخروی نجات کی ضمانت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ آپ کی سنت مبارکہ کی شکل میں مسلمانوں کو میسر ہے۔ جو وحی(۶) غیر متلو کی شکل میں محفوظ ہے۔ جس کی اہمیت اس امر سے عیاں ہے کہ حدیث نبوی کو سمجھنے، اسے محفوظ کرنے اور اس کے صحیح و سقیم میں تمیز کرنے کے لئے مسلمانوں نے لاکھوں افراد(۷) کے حالات زندگی محفوظ کئے، کئی علوم(۸) ایجاد کئے اور احادیث مبارکہ کے حصول کے لئے بہت سے ممالک کے سفر اختیار کئے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مقدور بھر کوششیں کی گئیں کہ حدیث نبوی کو صحیح ترین شکل میں محفوظ کیا جائے تاکہ اس سے انسانوں کے لیے حلت و حرمت کے احکام حاصل کئے جاسکیں۔

ان تمام تر کوششوں اور احتیاطی تدابیر کے باوجود حدیث نبوی میں ضعیف، موضوع اور متروک احادیث کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی۔ جن کی موجودگی سے حدیث کی حجیت مقبولیت اور مرتبہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن حکیم کی ہدایات کو پس پشت ڈالتے ہوئے نا سمجھ، بدخواہ اور مفاد پرست افراد نے کمزور، خود ساختہ، موضوع اور عوام کی زبان پر جاری ہونے والے عربی کلمات و محاورات کو حدیث کا درجہ دینے کی کوشش کی۔ جس سے فتنہ انکار حدیث کو تقویت ملی اور اسلامی شریعت کے دوسرے عظیم مآخذ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

اس مختصر نشست میں ضعیف احادیث کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے ہم اپنی اس تحریر کو

''موضوع'' حدیث تک محدود رکھیں گے اور پہلے حصے میں موضوع حدیث کی تعریف اور اس موضوع پر لکھی جانے والی اہم تصانیف کا اختصار سے ذکر کریں گے۔ جبکہ دوسرے حصے میں ''موضوع حدیث'' کے حوالے سے برصغیر کی خدمات کا عموماً اور امام محمد بن حسن الصاغانی (م ٦٥٠ھ) کی کوششوں کا خصوصیت سے ذکر کریں گے۔

''موضوع حدیث'' کا تعلق ضعیف حدیث کی اقسام سے ہے ''موضوع حدیث'' کو محدثین نے ضعیف حدیث کی بدترین قسم قرار دیا ہے۔ کیونکہ ''موضوع حدیث'' درحقیقت حدیث نبوی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ کسی اور کا کلام ہوتا ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا جاتا ہے، اور اس طرح دین میں وہ چیز داخل کر دی جاتی ہے۔ جس کا دین سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ:

''من حدّث عنی بحدیث، یری انه کذب فهو احد الکذابین''(٩)

جس شخص نے مجھ سے کوئی بھی حدیث روایت کی اور اس کی رائے میں وہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ شخص خود بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔

لفظ ''موضوع'' وضع یضع دضعاً کے باب سے اسم مفعول ہے۔ جیسا کہا جاتا ہے ''وضع الشیٔ'' کہ اس نے کوئی چیز چھوڑ دی، یا اپنے قبضہ سے خارج کر دی، یا کوئی چیز خود سے گھڑلی اور اس چیز کی نہ کوئی اصل تھی اور نہ ہی وہ خارج میں قائم تھی۔ جسے عُرف عام میں خود ساختہ چیز یا بات کہا جاتا ہے۔ محدثین کرام کی اصطلاح میں ''هو الحدیث المختلف الموضوع'' وہ ایسی حدیث ہے۔ جسے خود سے وضع کر لیا گیا ہو، وہ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل نہ ہو، بلکہ انسانوں کا اپنا خود ساختہ کلام ہو۔

مسلمانوں کے علمی اور تہذیبی نظام کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حدیث وضع کرنا یا خود ساختہ امر کو حدیث قرار دینا اسلام میں ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ کیونکہ وضع حدیث سے نہ صرف شریعت مطہر کی ساکھ متاثر ہوتی ہے بلکہ دین کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کذب علیّ متعمدا فلیتبوا مقعده من النار.(١٠)

جس نے جان بوجھ کر غلط بات میری طرف منسوب کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

موضوع احادیث کا فتنہ عہد خلافت راشدہ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ سیاسی مقاصد۔ قبائلی

تعصبات، مختلف دینی رجحانات، ثقافتی اور معاشرتی تضادات، اصلی تصوف میں عجمی تصوف کے اختلاط اور قصہ گو اصحاب کی وجہ سے مختلف ادوار میں موضوع احادیث گھڑی گئیں اور پروان چڑھیں۔

جس طرح موضوع احادیث کا فتنہ صدر اسلام میں شروع ہو گیا تھا۔ اسی طرح اس فتنہ کی سرکوبی کا عمل بھی صدر اسلام ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام میں حدیث نبوی کی حیثیت اور مقام و مرتبہ سے بخوبی واقف تھے۔ اس لئے وہ اس وقت تک کسی بات کو حدیث تسلیم نہیں کرتے تھے۔ جب تک اس کی صحت کی شہادت کم از کم دو گواہ نہیں دیتے تھے کہ انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست[١١] سنی ہے اور صحابہ کرام قرآن حکیم اور حدیث نبوی کی صحت اور حقیقت کو پرکھنے کے لئے یہی معیار اپناتے تھے۔

جو لوگ احادیث وضع کرتے تھے۔ وہ ان کی عوام میں اشاعت کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ اس لیے مسلمان خود ساختہ احادیث کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر بھی ان کی صحت و سقم کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے۔ اس لئے ابتداء اسلام میں موضوع احادیث کو جرح و تعدیل کی کتابوں میں ہی بیان کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں وضاعین حدیث کی نشان دہی کی جانے لگی اور ان کی تمام مرویات کو یکجا جمع کر کے مسترد کیا جانے لگا نیز بعض موضوعات جیسے عقل کے خلاف اور غیر عربی زبان میں مذکور احادیث کو یکسر مسترد کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ صدی بصدی جاری رہا۔ تاہم کتب تاریخ تدوین حدیث اور علوم الحدیث کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں موضوع احادیث کو محدثین کرام نے مستقل کتب کا موضوع بنایا اور اس حوالے سے کتب تصنیف ہونا شروع ہوئیں۔

تاریخ کتب حدیث کا زمانی اعتبار سے جائزہ لیں تو موضوع احادیث پر مرتب کتب کی معقول تعداد ملتی ہے۔ جن میں سے اکثر مطبوعہ اور بعض مخطوطہ کی شکل میں اسلامی کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ لیکن ان تمام کتب کے مطالعہ سے موضوع احادیث کی حقیقی تعداد سامنے نہیں آتی۔ بلکہ موضوع حدیث پر بھی علمی بحث بھی تشنہ اور نامکمل دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ وضع حدیث کا فتنہ وسیع پیمانے پر طویل عرصہ تک جاری رہا۔

موضوع احادیث پر ترتیب پانے والی کتب کی ذیل میں فہرست پیش کی جاتی ہے، تاکہ اس موضوع کی اہمیت، اس کی جانب مسلمانوں کی توجہ، اس باب میں محدثین کرام کی خدمات اور فتنہ وضع حدیث کا قلع قمع کرنے کے لئے برصغیر کے محدثین کی خدمات کو اجاگر کیا جا سکے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ موضوع احادیث اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک سازش ہے اور

احادیث وضع کر کے مسلمانوں کو ان کے دین اسلام سے دور کرنے کی داغ بیل ڈالی گئی نیز مسلمانوں کو ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے جو عشق، محبت اور اُنسیت ہے، اسے بھی کمزور کرنے کی ناکام کوشش کی گئی جو لائق مذمت بھی ہے اور جس کا استیصال ضروری بھی ہے کیونکہ حدیث اور سنت بالاتفاق شریعت اسلامی کا دوسرا مآخذ ہے اور من گھڑت احادیث کی بنیاد پر فقہی احکام کا استنباط نہیں کیا جا سکتا۔

تاہم موضوع احادیث کا دقیق مطالعہ بعض جدید امور کی نشان دہی میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اگر موضوع احادیث کو زمانی ترتیب کے مطابق مرتب کیا جائے تو اُمت مسلمہ کے ذہنی رجحانات کی نشان دہی ہوتی ہے اور اُمت مسلمہ میں پیدا ہونے والے مختلف فتنوں کی نشان دہی کرنے میں موضوع احادیث ایک ماخذ بنتی ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کے مابین مختلف تحریکیں چلتی رہی ہیں نیز ان میں مختلف مذہبی فرقے پروان چڑھتے رہے ہیں۔ موضوع احادیث ان فرقوں کے عقائد، نظریات اور افکار متعین کرنے میں معاون ہو سکتی ہیں۔

۳۔ اُمت مسلمہ کی ثقافتی تاریخ متعین کرتے وقت بھی موضوع احادیث کو بطور مصدر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ اُمت مسلمہ خارجی عوامل سے متأثر ہوتی رہی ہے جنہیں مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لیے احادیث وضع کی جاتی رہیں۔ اس لیے موضوع احادیث کے مطالعے سے ایسے رجحانات اور عوامل کی نشان دہی ہو سکتی ہے۔

درج ذیل سطور میں موضوعات پر لکھی گئی کتابوں کی جو فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ وہ کسی طرح بھی مکمل اور حتمی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس موضوع پر محدثین کرام اور محافظین حدیث نبوی نے بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔ ہم یہ فہرست مؤلفین کتب کے سنین وفات کی بنیاد پر ترتیب دے رہے ہیں۔

۱۔ **تذکرۃ الموضوعات:** موضوع احادیث پر لکھی جانے والی کتب میں غالبًا یہ پہلی کتاب ہے۔ جسے ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی المعروف بابن القیسرانی نے مرتب کیا۔ ابن القیسرانی نے ۵۰۷ء میں وفات پائی۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری کے آخر میں یا چھٹی

صدی ہجری کے بالکل اوائل میں مرتب ہوئی۔ یہ کتاب الفبائی ترتیب سے مرتب کی گئی۔ فاضل مصنف پر تشدد ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بہت سی ایسی احادیث کو موضوع احادیث میں[۱۲] شامل کر دیا درحقیقت جن کا شمار صحیح احادیث میں ہوتا ہے۔ موضوع احادیث مرتب کرنے کا یہ ابتدائی دور ہے۔ جس وقت اس باب میں نہ اصول مرتب تھے اور نہ ہی اس موضوع پر علمی کام ہوا تھا۔ مزید برآں مسلمان کی دینی حمیت کا تقاضا ہے کہ وہ موضوع احادیث کی نشان دہی کرتے وقت انہیں کڑے معیار پر پرکھے چنانچہ ابن القیسرانی (م ۵۰۷ھ) نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کتاب کے مطبوعہ ہونے کی شہادت ملتی ہے تاہم اس کے نسخوں تک رسائی نہ ہو سکی۔

۲۔ **العقیدة الصحیحة فی الموضوعات الصریحة**: یہ کتاب عمر بن بدر الموصلی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے ۵۴۳ میں وفات پائی۔ اسی مصنف کے قلم سے "**معرفة الوقوف علی الموقوف**" بھی ضبطِ تحریر میں آئی۔ واضح رہے کہ یہ کتاب "الموقوفات" سے بحث کرتی ہے، جسے محدثینِ کرام نے عام طور پر موضوعات میں ہی شمار کیا ہے۔ عمر بن بدر الموصلی کی ایک اور تصنیف بھی ہے۔ جس کا نام "**المغنی عن الحفظ والکتابة**"[۱۳] ہے اس کتاب کو مطبع سلفیہ نے ۱۳۴۲ھ میں قاہرہ سے شائع کیا تھا۔

۳۔ **الموضوعات من الاحادیث المرفوعات**: یہ کتاب بھی چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں مرتب ہوئی۔ اس کتاب کے مصنف ابو عبداللہ الحسن بن ابراهیم الجوزقانی متوفی ۵۴۳ھ ہیں فاضل مصنف نے اس کتاب میں بہت سی موضوع احادیث جمع کی ہیں حافظ ذھبی کا بیان ہے کہ "یہ کتاب موضوع احادیث کا مجموعہ ہے جس میں خود ساختہ احادیث کا رد کیا گیا ہے اور انھیں صحیح احادیث سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔[۱۴] واضح رہے کہ اس کتاب کو "**کتاب الا باطیل**" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ جسے جناب عبدالرحمان عبدالجبار القیریوانی نے تحقیق وتعلیق کے ساتھ حالیہ سالوں میں سعودی عرب سے شائع کر دیا ہے ۔

۴۔ **الموضوعات الکبری**: یہ کتاب ابو الفرج عبدالرحمان بن علی بن الجوزی متوفی ۵۷۹ کی تصنیف ہے اور چھٹی صدی ہجری میں تصنیف ہوئی۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور اسے اپنے موضوع پر عمدہ شہرت اور اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ ابن الجوزی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بہت متشدد ہیں۔ احادیث کی صحیح چھان پھٹک نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ احادیث کو "الموضوعات الکبریٰ" میں شامل کرتے وقت تساہل سے کام لیتے ہیں۔ اس لئے ان کی کتاب میں ضعیف، حسن اور صحیح ہر طرح کی

احادیث پائی جاتی ہیں۔ ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ایک ایسی حدیث بھی شامل کی ہے جو شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ نیز ابن الجوزی نے تمام موضوع احادیث کا احاطہ بھی نہیں کیا۔ یہ کتاب کئی بار طبع ہوئی اور محدثین کے ہاں متداول ہے اور بعض درس گاہوں میں شامل نصاب ہے۔

۵۔ **الدرر الملتقط فی تبیین الغلط و نفی اللفط**: یہ کتاب عالم اسلام کے نامور لغوی شاعر فقیہ اور محدث ابو الفضائل الحسن بن محمد بن حسن الصاغانی (م ۶۵۰ھ) کی تصنیف ہے۔ جسے ڈاکٹر محمد سالم نے تحقیق کے ساتھ مجلۃ کلیۃ الامام الاعظم بغداد کے پہلے شمارے میں شائع کیا تھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریۃ میں ۱۵۸۵ (حدیث) کے تحت محفوظ ہے امام صاغانی کی موضوعات الصاغانی کے نام سے ایک اور کتاب بھی ہے جیسے جناب نجم عبدالرحمان خلف سے تحقیق، تعلیق اور تخریج احادیث کے ساتھ ۱۴۰۱ ھ میں شائع کر دیا تھا۔

۶۔ **سفر السعادۃ**: موضوعات کے بارے میں جس طرح چھٹی صدی ہجری کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح نویں دسویں صدی ہجری میں بھی اس موضوع پر کئی کتب تصنیف ہوئیں۔ یہ کتاب القاموس کے مصنف مجد الدین الفیروز آبادی کی تصنیف ہے۔ جن کی وفات ۸۲۶ھ میں ہوئی اور یہ کتاب ۱۳۴۶ھ میں المطبعہ المنیریۃ نے طبع کی تھی۔

۷۔ **اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة**: یہ کتاب حافظ(۱۵) جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔ امام سیوطی نے اس کتاب میں ابن الجوزی سے استفادہ کیا ہے اور اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ فاضل مصنف موضوع حدیث کا صرف متن ہی پیش نہیں کرتے بلکہ وہ موضوع حدیث کی بوقت ضرورت سند بھی پیش کرتے ہیں ۔ تاکہ سند میں موجود اس نکتہ کی نشان دہی کی جا سکے۔ جس کی بناء پر زیر بحث حدیث موضوع قرار پاتی ہے۔ امام سیوطی جن محدثین کرام سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کے اقوال بکثرت ذکر کرتے ہیں ۔ اس طرح وہ اپنے موقف کی تائید میں دیگر ائمہ حدیث کے اقوال تحریر کر کے موضوع حدیث کے اسباب وعلل بیان کرتے اور موضوع حدیث کی وجہ موضوع بھی فراہم کرتے ہیں ۔ یہ کتاب ۱۳۴۲ھ میں مطبعہ سلفیہ قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے۔(۱۶) امام سیوطی نے ابن الجوزی کی کتاب کا ذیل بھی لکھا تھا جو چھپ چکا ہے۔(۱۷)

۸۔ **الفوائد المجموعة فی احادیث الموضوعة**: یہ کتاب محمد بن یوسف بن علی الشامی المتوفی ۹۴۲ھ کی تصنیف ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی مشہور کتاب سیرت میں اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔ اس کے طبع ہونے یا اس کے مخطوطہ کی مروجہ مصادر سے اطلاع نہیں مل سکی۔

۹۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ: یہ کتاب علی بن محمد بن عراقی متوفی ۹۶۳ء کی تصنیف ہے۔ کشف الظنون کے بیان کے مطابق فاضل مصنف نے اس کتاب میں ابن الجوزی اور امام سیوطی کی بیان کردہ موضوع احادیث کو یکجا جمع کر دیا ہے۔[۱۸] تاہم یہ بیان تحقیق طلب اور تحقیقی مطالعے کا محتاج ہے۔ یہ کتاب قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

۱۰۔ تذکرۃ الموضوعات: یہ کتاب برصغیر کے نامور محدث محمد طاہر پٹنی[۱۹] کی تصنیف ہے۔ انہوں نے موضوع احادیث پر سابقہ کتب موضوع سے عموماً اور اس موضوع پر امام سیوطی کی کتب سے خصوصاً استفادہ کر کے اپنی یہ عمدہ اور ضخیم کتاب مرتب کی۔ یہ کتاب ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے۔ تاہم موضوع پر اپنی اہمیت کی بناء پر اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کو تحقیق کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے۔ نیز اس کتاب کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے۔ جس میں اس کتاب کا امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی موضوعات پر تصانیف سے موازنہ کیا جائے تاکہ یہ امر واضح ہو سکے کہ علامہ طاہر پٹنی نے امام سیوطی کی تصانیف پر کیا اضافے کیے ہیں۔

۱۱۔ الموضوعات الکبریٰ: یہ کتاب امام ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ۔ جیسے تذکرۃ الموضوعات ، موضوعات کبیر اور الاسرار المرفوعۃ وغیرہ۔ موضوع احادیث کے مجموعوں میں اس کتاب کو اہم مقام حاصل ہے ۔ جب بھی موضوعات کا ذکر آتا ہے۔ تو ذہن علامہ ملا علی قاری اور محدث طاہر پٹنی کی تصانیف کی طرف متوجہ ہوتا ہے ۔ برصغیر میں ملا علی قاری کو محدث کی حیثیت سے ارفع مقام حاصل ہے۔ جس میں موضوعات کبیر کا بہت دخل ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف موضوع احادیث کی نشان دہی ہوتی ہے بلکہ ملا علی قاریؒ کے تبحر علمی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب بیروت سے ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں طبع ہو چکی ہے اور اسے مؤسسۃ الرسالۃ اور مطبعۃ۔ الامانۃ نے بھی الگ الگ چھاپا تھا یہ کتاب بیروت سے چھپنے سے پہلے آستانہ ترکی سے بھی چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب المکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل پاکستان سے بھی چھپی ہے۔[۲۰]

۱۲۔ المصنوع فی الحدیث الموضوع: یہ کتاب محدث ملا علی قاری کی تصنیف ہے۔ اسے الموضوعات الصغریٰ یا موضوعات صغیر بھی کہا جاتا ہے ۔ جن فاضل محدثین نے ان دونوں تصانیف کا بدقت نظر مطالعہ کیاہے ۔ ان کی رائے ہے کہ ملا علی قاری کی یہ دونوں کتابیں اپنی اپنی جگہ مستقل تصانیف ہیں۔ یہ دونوں کتب نہ ایک دوسری کتاب کا خلاصہ ہیں نہ اختصار اور نہ ہی شرح یا

اضافات۔ بلکہ دونوں میں موضوع احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے اور یہ دونوں کتابیں اپنے اہم موضوع پر اعلی مقام رکھتی ہیں ۔ اور ان میں کوئی بھی کتاب دوسری کتاب سے مستغنی نہیں کرتی ہیں۔ کیونکہ دونوں میں مشترک موضوع احادیث کے ساتھ ساتھ الگ الگ موضوع احادیث بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب الموضوعات الصغری مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب سو ریا سے ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۳۔ **الکشف الالھی عن شدید الضعف و الموضوع والواھی:** یہ کتاب محمد بن محمد الحسینی الطرابلسی السند رواسی[۲۱] (متوفی ۱۱۷۷ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں ایسی عربی عبارات جمع کر دی گئی ہیں جو حقیقت میں احادیث نہیں ہیں۔ لیکن کسی وجہ سے لوگوں میں غلط طور پر حدیث نبوی کی حیثیت سے مشہور ہوگئی ہیں ۔ اور زبان زد اہل علم ہیں ۔ اس خاص موضوع پر محدثین کرام نے مستقل الگ کتب تصنیف کی ہیں۔ اس کتاب کے طبع ہونے کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔

۱۴۔ **الدرر المصنوعات فی الاحادیث الموضوعات:** یہ کتاب شیخ محمد بن احمد بن سالم السفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) کی تصنیف ہے۔[۲۲] یہ کتاب ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔ اگرچہ موضوع احادیث کے بارے میں فقہائے امت میں عمومی اتفاق موجود ہے کہ وہ فقہی امور میں حجت نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان کی بنیاد پر فقہی احکام و مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔ تاہم بعض احادیث کی اسناد مختلف ہونے کی وجہ سے بڑے فقہی مدارس میں بعض احادیث جداگانہ طور پر مقبول، مردود ، ضعیف یا موضوع قرار پاتی ہیں۔ اس لئے فاضل محدث کے حنبلی المسلک[۲۳] ہونے کی وجہ سے کتاب کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس کتاب میں مذکور احادیث سے حنبلی فقہ کے احکام مستنبط کیے جاتے ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں مزید معلومات نہیں مل سکیں۔

۱۵۔ **الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة:** یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن علی الشوکانی[۲۴] (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی تصنیف ہے۔ جو مطبعۃ السنتہ المحمدیہ القاھرہ سے ۱۳۸۰ ھ / ۱۹۶۰م میں طبع ہوئی تھی۔ عبدالرحمان بن یحیی الیمانی کی تحقیق سے ساتھ چھپی تھی ۔ اس کتاب میں سابقہ کتب موضوع سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف موضوع حدیث ذکر کر کے اس کی وجہ وضع بھی بیان کرتے ہیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے بعض اصول بھی وضع کیے ہیں اور ایسی احادیث کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے جو یمن کے فضائل میں مذکور ہیں کیونکہ ایسی احادیث کی کوئی اصل

نہیں ہے۔ اس کتاب کا شمار ان چند کتابوں میں ہوتا ہے جو کسی کے سبب وضع پر روشنی ڈالتی ہیں۔

۱۶۔ **الآثار المرفوعة فی الاحادیث الموضوعة**: یہ کتاب برصغیر کے مشہور عالم اور صاحب تالیف کثیرہ علامہ عبدالحی بن عبدالحلیم لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تصنیف ہے ۔ اس کتاب کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ برصغیر کے محدثین نے موضوع حدیث کو وقتاً فوقتاً اپنی تصنیف(۲۵) کا موضوع بنایا اور علامہ طاہر پٹنی کی تذکرہ الموضوعات کی موجودگی میں بھی ان کے بعد ایک نئی کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب ہندوستان اور پاکستان سے کئی بار طبع ہو چکی ہے اور اہل علم میں بکثرت متداول ہے۔

۱۷۔ **للؤلؤالموضوع**: یہ کتاب ابو المحاسن محمد بن خلیل القاوقجی الشامی (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب اُس دور میں لکھی گئی۔ جس میں موضوع حدیث کے باب میں اضافہ کرنا مشکل کام تھا۔ کیونکہ نامور محدثین پہلے ہی اس باب میں اپنی مہارت کا لوہا منوا چکے ہیں۔ اس لئے اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے ۔''لا اصل لہ'' کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب.اپنی اصل میں ہی موضوع ہے مطبعہ البارونیہ جدریہ مصر نے بعض رسائل حدیث پر مشتمل ایک مجموعہ چھاپا تھا۔ اس مجموعہ میں یہ کتاب بھی شامل تھی۔

۱۸۔ **تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعة علی سیدالمرسلین**: یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن بشیر ظافر المکی (متوفی ۱۳۲۵ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اور چھپ چکی ہے۔ فاضل مصنف عالم اسلام کی قدیم اور اہم یونیورسٹی جامعہ الازہر سے بھی وابستہ رہے، اس لئے ازھری کہلائے اور اس کتاب میں بھی جامعہ ازہر کی خدمت حدیث کا پہلو نمایاں ہے۔

۱۹۔ **سلسلة الاحادیث الضعیفة و الموضوعة**: یہ ایک نیا منصوبہ ہے ۔ جس کے تحت عصر حاضر کے نامور محدث شیخ محمد ناصر الدین البانی نے اس موضوع پر علمی اور سائنٹیفک انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ شیخ الالبانی کا منہج تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک حدیث یا اس کی اطراف ذکر کر کے اس کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں ۔ اس پر احکام صادر کرتے ہیں۔ اور اس ضمن میں وہ موضوع 'لا اصل لہٗ باطل وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ۔ ان کی مطبوعہ تحریروں میں بہت مفید معلومات ملتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہر حدیث کے غیر حقیقی ہونے کے اسباب وعلل بھی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ تاہم ان کی تحریروں سے شدت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور اسی طرح وہ جو اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ وہ بھی ان کی خود اختیار کردہ ہیں۔ جن کی وجہ سے زیر بحث حدیث کی حیثیت نکھر کر سامنے نہیں آتی۔

اب تک ہم نے اس امر کا جائزہ پیش کیا کہ موضوع احادیث کو علمائے امت نے ایک اہم موضوع کی حیثیت سے اختیار کیا اور اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے قابل تعریف خدمات انجام دیں اور موضوع احادیث کی نشان دہی ، موضوع احادیث کے اسباب ، وضاعین حدیث کی فہرست اور معاشرے پر ان کے اثرات کا بھرپور اندازہ میں جائزہ لیا نیز اس غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی مشکور کی کہ احادیث مسلمانوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں نہ ان کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی ان کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ یوں بھی ہو جاتا ہے کہ حدیث نبوی کے عظیم مجموعے اور بڑے ذخیرے میں لاکھوں احادیث شامل ہیں۔ جن میں چند ہزار موضوع احادیث ہیں ۔ جن کی نشان دہی کرنے اور انہیں خود ساختہ قرار دینے میں محدث کرام نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔ جو بجائے خود ایک لائق تحسین اور اہم خدمت حدیث ہے جس کی بدولت موضوع احادیث کو ذخیرہ حدیث سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اور محدثین کرام نے یہ خدمت سائنٹیفک اور عمدہ انداز میں انجام دی۔

موضوع احادیث پر لکھی جانے والی کتابوں سے یہ امر واضح ہوتا ہے ۔ کہ موضوع احادیث سے چھٹکارا حاصل کرنا امت مسلمہ کا مشترکہ مقصد رہا ہے۔ چنانچہ ایک جانب تو پوری امت مسلمہ اس مذموم حرکت کے ازالے پر مکمل طور پر متفق ہے تو دوسری جانب امت مسلمہ کے نامور محدثین نے موضوع احادیث کی نشان دہی کے لئے اصول وضع کئے۔ ان اصولوں کی روشنی میں موضوع احادیث کی نشان دہی کی۔ چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ موضوع احادیث کی نشان دہی کرنے کے لیے امت مسلمہ کی تاریخ کے تمام ادوار میں اس موضوع پر کام ہوتا رہا اور اس کار خیر میں اسلامی ریاست کے تمام خطوں اور علاقوں کے محدثین کرام حصہ لیتے رہے۔ چنانچہ موضوع احادیث کی نشان دہی کا کام صدر اسلام میں ہی شروع ہو گیا تھا اور آج تک یہ کام جاری ہے۔

برصغیر کے محدثین کرام اس اہم دینی کام سے غافل نہیں رہے۔ بلکہ مختلف تاریخی ادوار میں وہ اپنا حصہ اور اپنی خدمات اور توانائیاں اس اہم کام پر صرف کرتے رہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا فہرست پر توجہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاغانی (متوفی ۶۵۰ھ) علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) اور مولانا عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) جیسے نامور محدثین کا تعلق برصغیر سے ہے اور انہوں نے موضوع احادیث کے استیصال کے لئے اہم علمی اور محققانہ خدمات سر انجام دیں اور ان کی کتب سے نہ صرف محدثین امت اسلامیہ نے بھر پور استفادہ کیا، بلکہ ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا اور برصغیر کی تصانیف کے بغیر موضوع احادیث کی نہ کماحقہ اور مکمل نشان دہی ہو سکتی ہے اور نہ ہی علوم

حدیث کا یہ اہم باب مکمل ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر برصغیر میں درج ذیل تصانیف وجود میں آئیں۔

۱. الدر الملتقط فی تبیین الغلط

۲. موضوعات الصاغانی

۳. تذکرة الموضوعات

۴. الآثار المرفوعة فی الاحادیث الموضوعه

ہماری ناقص رائے میں موضوع احادیث پر محدثین برصغیر کی یہ حتمی فہرست نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث کے موضوع پر اس خطہ کی بہت سی تصانیف مخطوطات کی شکل میں بہت سے کتب خانوں (۲۵) میں محفوظ ہیں۔ جنھیں تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید برآں مذکورہ بالا تصانیف کا تعلق بالترتیب ساتویں صدی ۔ دسویں صدی اور چودھویں صدی ہجری سے ہے اگر برصغیر کے علماء کی اس باب میں مزید تصانیف شائع ہوں تو برصغیر میں موضوع احادیث پر لکھی جانے والی کتب کی صدی وار تاریخ بھی مرتب ہوسکتی ہے۔

موضوع احادیث کی نشان دہی کرنے کے لئے برصغیر کے تین اہل علم کی خدمات نمایاں ہیں جن میں امام صاغانی ، علامہ محمد طاہر پٹنی اور مولانا عبدالحی لکھنوی شامل ہیں ۔ ان تینوں کی خدمات اپنی اپنی جگہ اہم ہیں کیونکہ نہ صرف ان تینوں کے مناہج مختلف ہیں بلکہ یہ تینوں اصحاب موضوع احادیث کے تاریخی ارتقاء میں تین اہم ادوار کے نمائندہ ہیں ۔ کیونکہ امام صاغانی ابتدائی دور کے نقیب ہیں تو علامہ محمد طاہر پٹنی درمیانی عہد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جبکہ علامہ عبدالحی لکھنوی آخری دور کے رجحانات کے نمائندہ ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تینوں نامور محدثین کی علمی تصانیف کا تفصیلی، تنقیدی اور تقابلی مطالعہ کیا جائے نیز دیگر کتب موضوع سے موازنہ کر کے ان کا مرتبہ واضح کیا جائے۔ وقت کی حد بندیوں اور مقالے کی طوالت کے پیش نظر ہم اپنی اس تحریر کو امام صاغانی کی موضوع احادیث کے باب میں دونوں تصانیف تک محدود رکھیں گے۔ اس لئے سطور ذیل ہیں ہم موضوع احادیث کے بارے میں امام حسن بن محمد الصاغانی (۲۶) کی خدمات قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

امام رضی الدین ابو الفضائل الحسن بن محمد الحسن الصاغانی اپنے وقت کے نامور محدث فقیہ اور لغوی تھے۔ وہ ۵۷۷ھ میں لاہور (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ یہیں نشوونما پائی۔ اپنے والد گرامی محمد بن

الحسن اور اس خطہ کے دیگر اھل علم سے کسب فیض کیا چنانچہ مورخ بغوی (المتوفی ۹۹۰ھ) نے لکھا ہے "واخذ عن والده وحصل و وصل وكمل "[۲۷] امام صاغانی نے اپنے والد اور علاقہ کے دیگر علماء کرام سے علم کی تکمیل کی۔

وہ لُغت کے امام تھے اور عرب و عجم بھی انھیں لغت کا امام مانتے ہیں ۔ بلکہ انھیں علم فقہ اور علم حدیث میں بھی کمال حاصل تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر سامی نے لکھا ہے: ''وہ لغت کے امام اور مرجع خواص وعوام ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے حدیث ،تفسیر اور فقہ کے فاضل تھے۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کی فقہ کے پیرو تھے۔[۲۸] امام صاغانی کو حدیث کے علم و تعلم سے خصوصی شغف تھا۔ چنانچہ آپ اپنی زندگی ہندوستان، بغداد، مکہ یا عدن میں جس جگہ پر بھی قیام پذیر ہوئے وہاں آپ نے حدیث کے سماع اور حدیث کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ۔ وہ سفیر بنکر ہندوستان آتے تھے۔ یہاں کے محدثین کرام نے حدیث میں ان کی تصنیف مصباح الدجیٰ کا ایک دن میں سماع کیا۔[۲۹] امام صاغانی نے ۶۵۰ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ پہلے بغداد میں دفن کئے گئے اور بعد میں حسب وصیت ان کی آخری تدفین مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

لغت اور حدیث کے عظیم امام صاغانی نے حدیث کے موضوع پر درج ذیل تصانیف یاد گار چھوڑیں۔ جو ان کے ماہر حدیث ہونے کی عمدہ دلیل ہیں۔

۱. مشارق الانوار النبوية فى صحاح الاخبار المصطفوية
۲. مصباح الدجیٰ فی حدیث المصطفی
۳. الشمس المنيرة
۴. كشف الحجاب عن احاديث الشهاب
۵. الرسالة فى الاحاديث الموضوعة
۶. كتاب اسماء شيوخ البخارى
۷. شرح صحيح البخارى
۸. در السحابه فى مواضع وفيات الصحابة
۹. كتاب الضعفاء و المتروكين فى رواية الحديث
۱۰. رسالة فى الاحاديث الانوار فى فضائل القرآن
۱۱. الدر الملتقط فى تبيين الغلط [۳۰]

مذکورہ بالا فہرست پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاغانی کو مطالعہ حدیث سے کس قدر شغف تھا۔ مزید برآں اس فہرست سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ امام صاغانی نے حدیث نبوی کے دونوں اجزاء۔ سند اور متن۔ پر یکساں توجہ دی اور دونوں موضوعات پر گرانقدر تصانیف یادگار چھوڑیں۔ جو سرمایہ حدیث کا قابل قدر حصہ ہیں۔

یہ فہرست اس امر کی بھی عکاس ہے کہ محدث صاغانی نے احادیث مبارکہ کے متون بھی جمع کیے۔ صحیح بخاری کی شرح بھی لکھی امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) کے شیوخ کی بھی نشان دہی کی نیز قرآن حکیم کے فضائل پر احادیث جمع کر کے احادیث الاحکام کی بھی بنیاد رکھی۔ اسی طرح امام بخاری کے رواۃ پر بھی بھرپور توجہ دی۔ چنانچہ انہوں نے "**درالسحابة فی مواضح وفیات الصحابه**" اور "**کتاب الضعفاء و المتروکین فی علم الحدیث**" جیسی مفید اور یادگار کتابیں تصنیف کیں۔ ان سب موضوعات پر علمی تصانیف کے ہوتے ہوئے بھی امام صاغانی کو جس مضمون پر مہارت تامہ اور یدطولیٰ حاصل ہے۔ وہ فتنہ وضع حدیث ہے۔ جس کی طرف انہوں نے بھر پور توجہ دی اور دو مستقل تصانیف یادگار چھوڑیں ۔ جن کے نام یہ ہیں۔

ا. الدر الملتقط فی تبیین الغلط

ب. رساله موضوعات الصاغانی

امام صاغانی کی ان دونوں تصانیف کے مطالعے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری تک خود ساختہ احادیث بڑی تعداد میں مسلمانوں میں رواج پا چکی تھیں اور امام صاغانی ان کا معاشرے سے پوری طرح سے استیصال کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ اس عہد میں خود ساختہ احادیث کے اسباب اور معاشرے کے ان طبقوں کی بھی نشان دہی ہو چکی تھی ۔ جو وضع حدیث میں پیش پیش رہے چنانچہ امام صاغانی نے الدر الملتقط، تصنیف کرنے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

و قد کثرت فی زماننا الاحادیث الموضوعة . یرویها القصاص علی رؤس المنابر و المجالس ، ویذکر الفقراء و الفقهاء فی الخوانق والمدارس ، وتداولت فی المحافل ، واشتهرت فی القبائل، لقلة معرفة الناس بعلم السنن ، وانحرافهم عن السنن (۳۱)

اس عبارت میں امام صاغانی نے کئی امور پر روشنی ڈالی ہے ۔ جن کی تفصیل یہ ہے

ا۔ چھٹی ساتویں صدی ہجری تک موضوع احادیث کی بہتات ہو چکی تھی اور مسلم امہ اس فتنے کا بڑے پیمانے پر شکار ہو چکی تھی اور موضوع احادیث ملت اسلامیہ کے مخصوص طبقوں میں رواج پا

کر پروان چڑھ رہی تھیں۔

۲۔ ملت اسلامیہ کے جو طبقے موضوع احادیث کو رواج دے تھے ان میں قصہ گو علماء اور خطباء، صوفیا اور فقہاء کرام اور بعض قبائل شامل تھے۔

۳۔ ان مقامات پر موضوع احادیث پروان چڑھ رہی تھیں ان میں محراب و منبر دینی مجالس خانقا ہیں، دینی مدارس اور سماجی محافل شامل تھیں۔

۴۔ امام صاغانی کی رائے میں موضوع احادیث اس لئے رواج پذیر تھیں کہ لوگوں کو ان کی حقیقت اور اصلیت معلوم نہیں تھی۔ اس لئے لوگ جادۂ مستقیم سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

یہ نکات اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کہ امام صاغانی موضوع احادیث سے امت مسلمہ کو چھٹکارا دلانا چاہتے تھے، تاکہ فتنہ انکار حدیث کے راستے میں ایک مضبوط بند باندھ دیا جائے اور اصل اور وضعی احادیث کو الگ الگ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے امام صاغانی نے دو کتابیں تصنیف کیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

ا۔ الدرر الملتقط فی تبیین الغلط:

موضوع حدیث پر لکھنے والے اور اس موضوع پر لکھی گئیں کتب کی تاریخ مرتب کرنے والے اہل علم اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موضوع حدیث کے باب میں امام صاغانی نے دو رسالے مستقل طور پر ترتیب دیے۔(۳۲) جن میں ایک **الدرر الملتقط فی تبیین الغلط** اور دوسرا "**موضوعات الصاغانی**" کے نام سے مشہور ہے۔ شروع میں یہ دونوں رسالے مفقود تھے۔ بعد میں اہل علم نے ان دونوں رسائل کو تلاش کر لیا اور تحقیق و حواشی کے ساتھ طبع کر دیا۔

زیر نظر کتاب "**الدرر الملتقط**" ۱۹۷۶ء میں بغداد سے طبع ہوئی اور پہلی بار مجلۃ کلیۃ الامام الاعظم کے پہلے شمار میں صفحات ۱۳۹-۱۷۱ پر چھپی اور فاضل محقق نے کئی نسخوں کی مدد سے اس کتاب کی تحقیق کی۔ یہ رسالہ نہ صرف امام صاغانی کی ایک مستقل تصنیف ہے۔ بلکہ ۱۳۲ موضوع احادیث پر مشتمل ہے۔ الدکتور سامی نے اپنی تحقیق شدہ طباعت میں اسی قدر احادیث شامل کی ہیں۔ جبکہ موضوعات صاغانی کے محقق نجم عبدالرحمٰن خلف نے۔ الدرر الملتقط۔ کا جو نسخہ دیکھا اس میں تقریباً ۲۰۰ احادیث شامل ہیں۔(۳۳)

الدرر الملتقط میں امام صاغانی کے مآخذ و مصادر کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر سامنے آتا ہے۔ کہ انہوں نے امام اوزاعی کی "**الشہاب فی المواعظ و الاداب**" اور الاقلیشی احمد بن محمد (م ۵۵ء)

کی تصنیف "النجم من کلام سید العرب والعجم". ان کے بنیادی مآخذ شمار ہوتے ہیں ۔ تاہم اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام صاغانی نے اپنی موضوعات میں ایسی احادیث بھی داخل کیں جو ان دونوں کتابوں میں شامل نہیں ہیں۔ اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ڈاکٹر سامی رقم طراز ہیں ۔

"وبالا ضافة الی هذين الكتابين ، ذكر الصاغانی الاحاديث مما يجری فی كلام الناس وكتبهم معزوًا الی النبی صلی الله عليه وسلم ممالم تتضنه كتابان اعتبار اليهما"(۳۴)

ان دونوں کتابوں کے علاوہ محدث صاغانی نے جن دیگر کتب سے استفادہ کیا ان کی نشان دہی کرتے ہوئے علی بن محمد الکتانی نے لکھا ہے کہ امام صاغانی نے مذکورہ بالا دونوں مصادر کے علاوہ ان مصادر سے بھی استفادہ کیا۔

والاربعين لابن ودعان ، وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخی"(۳۵)

ان مآخذ کی نشان دہی سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ امام صاغانی نے موضوع احادیث جمع کرتے وقت بہت سے مصادر سے استفادہ کیا۔ جو ان کے تبحر علمی، اپنے موضوع پر عمدہ معلومات اور تمام موضوع احادیث کا احاطہ کرنے کی کوشش کی عمدہ دلیل ہے۔

الدرر الملتقط کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ امام صاغانی نے نہ صرف موضوع احادیث عربی اقوال اور ان کلمات کی نشان دہی کی، جو عوام کی زبانوں پر جاری ہیں اور وہ لاعلمی میں انھیں احادیث کا درجہ دیتے ہیں، بلکہ امام صاغانی نے ان افراد کی بھی نشان دہی کی جن کی تمام مرویات موضوع حدیث کی تعریف میں آتی ہیں ۔ ان میں سے چند ایک نام یہ ہیں۔

وصیۃ علی بن طالب

احادیث ابی الدنیا الاشج

احادیث نسطور رومی

مرویات نعیم بن سالم

مرویات دینار الحبشی

مروایت ابی ھدیہ ابراہیم بن ھدیہ وغیرہ

ان ناموں پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاغانی موضوع احادیث کے ان منابع اور مآخذ کا ذکر کرنا چاہتے تھے جو وضعی اور من گھڑت احادیث کو رواج دیتے رہے۔ اس طرح وہ ایسے

محدث بن جاتے ہیں جو ایک طرف ان عوامل اور طبقات کا ذکر کرتے ہیں جن کی بدولت وضعی احادیث عوام الناس تک پہنچ کر عام ہو رہی تھیں تو دوسری جانب وہ ان مصادر و افراد سے آگاہ کرتے ہیں۔ جن کی مرویات تمام تر وضعی ہیں کہ انھیں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔

ب ۔ موضوعات الصاغانی

امام صاغانی کی سابقہ تصنیف کی طرح ۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ۔ یہ کتاب بھی خود ساختہ احادیث سے بحث کرتی ہے۔ یہ کتاب کئی سال پہلے المطبعة المارونية ، جدرية مصر سے ایک مجموعہ میں طبع ہوئی تھی۔ اس مجموعہ میں قاوقجی کی اللؤلؤ المرصوع المنظومه البيقونية فی المصطلح بھی شامل تھیں۔[۳۶] پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں یہ کتاب جناب نجم عبدالرحمٰن حلف کی تحقیق و تخریج کے ساتھ دار نافع للطباعۃ و النشر سے دوبارہ طبع ہوئی۔ جس کی تحقیق تین مخطوطات اور مذکورہ بالا مطبوعہ نسخہ کی مدد سے مکمل کی گئی۔

امام صاغانی اس کتاب میں موضوع احادیث کے مُسلم معاشرے پر مرتب ہونے والے بڑے مُضر اثرات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

وهذه الاحاديث و ضعت على رسول الله صلى الله عليه وسلم واخترىت عليه . واوردها كثير من ينسب الى الحديث فى مصنفاتهم. ولم ينبهوا عليها . فروى الخلف من السلف . وبسببه وقع قائلين فى التلف [۳۷]

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاغانی کے دور میں موضوع احادیث عام ہو چکی تھیں اور وہ بہت سی تصانیف کا حصہ بن چکی تھیں۔ ان من گھڑت احادیث کی خرابی سے لوگوں کو متنبہ نہیں کیا جا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا تھا۔

موضوعات الصاغانی ۱۴۵ موضوع احادیث اور ۱۵ افراد کے ذکر پر مشتمل ہے جن کا شمار حدیث کے ضعیف اور متروک افراد میں ہوتا ہے۔ ان ۱۴۵ موضوع احادیث میں عربی عبارات۔ وضاعین حدیث کے اسماء اور وضع شدہ مضامین سبھی کچھ شامل ہیں نیز بعض احادیث قدسیہ[۳۸] کو بھی من گھڑت حدیثوں میں شامل کیا گیا ہے ۔

زیر نظر کتاب کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ جس طرح بعض افراد سے موضوع احادیث مروی ہیں۔ اسی طرح امام صاغانی نے بعض مضامین کا بھی ذکر کیا ہے۔ جن کے

بارے میں وارد احادیث موضوع ہیں۔ جیسے قرآن حکیم کی ہر سورت کے فضائل کی طویل فہرست۔ فارسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب الفاظ۔ مسجد کی چٹائی ، چراغ اور قندیل کی فضیلت میں وارد احادیث، وطن کی محبت جزو ایمان ہے بلی سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ حشیش کے باب میں حدیث جب سورج عقرب میں ہو سفر نہ کریں۔ چاول، دال، ھریسہ، بینگن، تربوز، لہسن، پیاز کے بارے میں احادیث، رجب اور لیلۃ الرغائب کے بارے میں احادیث وغیرہ وغیرہ ان موضوعات پر بیان کردہ احادیث خود ساختہ ہیں اور ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام صاغانی کے رسالہ الدرر الملتقط کے مطالعہ سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ فاضل محدث اس امر سے آگاہ نہیں کہ رتن ہندی بھی واضع حدیث ہے اور اس کی مرویات موضوع ہیں اور ان کا احادیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم موضوعات الصاغانی کے مطالعہ سے یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔

امام ذہبی نے ہمیں بتایا ہے کہ رتن ہندی ایک کاذب اور دجال شخص تھا جو ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہو کر ۶۳۲ میں فوت ہوا۔ اس نے صحابی رسول ہونے کا دعوی کیا اور اس کا مرتینیات کے نام سے تین سو احادیث پر مشتمل مجموعہ ہے جو من گھڑت ہے کیونکہ عامر بن واثلہؓ کے بعد اس دنیا میں کسی اور کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا ان کی وفات ۹۵ ھ میں ہوئی تھی۔ (۳۹)

موضوعات الصاغانی میں رتن ہندی کی مرویات کے بارے میں مذکور ہے۔ و احادیث رتن ھندی موضوعة " کہ رتن ہندی کی تمام روایات موضوع ہیں ۔ ان مرویات کو خود ساختہ قرار دیتے ہوئے محدث صاغانی لکھتے ہیں۔

"ودین الاسلام اشرف ان یوخذ من کل جاهل عامی اویتبث بقول کل غافل غبی لقوله علیه السلام "(۴۰)

کہ دین اسلام اس امر سے بالا تر ہے کہ وہ ہر جاہل اور عام آدمی سے حاصل کیا جائے اور ہر کند ذہن اور غافل (بدمست) انسان کے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ثابت کئے جائیں، اس طرح یہ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ محدث صاغانی اس امر سے واقف تھے کہ رتن ہندی نہ صرف واضع حدیث ہے بلکہ اس کا یہ دعوی بھی جھوٹ ہے کہ وہ صحابی رسول ہے۔

جیسا کہ سطور بالا میں پیش کئے گئے تاریخی جائزے سے واضح ہے کہ امام صاغانی کا شمار ان محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ جنہیں وضع حدیث کے استیصال کی تاریخ میں سابقین کا درجہ حاصل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انہیں اس فن میں پیشوا تسلیم کیا جاتا ہے اور اس موضوع پر بعد میں لکھنے والے ان کا نام اور ان کی کتب کا نام لے کر نہ صرف ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ بلکہ انھیں وضع حدیث کے باب میں سند کی حیثیت حاصل رہی اور وہ ائمہ حدیث میں[۴۱] شمار ہوئے ہیں چنانچہ الحسین بن عبداللہ الحبیبی (متوفی ۷۴۳) اور محمد طاہر بن علی الھدی (م ۹۸ھ) نے اپنی اپنی تصانیف میں ان سے استفادہ کیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث ایسی ہیں ۔ جن کے بارے میں محدث صاغانی کا قول تمام ائمہ حدیث نے نقل کیا ۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہے ملا علی قاری نے (الموضوعات الکبریٰ) الفیروز آبادی نے سفرالسعادۃ، العجلونی نے کشف الغطاء، الشوکانی نے الفوائد الجموعۃ اور شیخ البانی نے سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ و الموضوعۃ میں جابجا امام صاغانی سے استفادہ کیا اور لکھا موضوع کما صرح[۴۲] بہ الصاغانی۔ اسی طرح فارسی زبان میں موضوع حدیث بیان کر کے عجلونی نے لکھا ہے۔ اس بارے میں امام صاغانی کے قول کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا۔ انہوں نے ہی اس حدیث کو موضوع قرار دیا لہذا انہیں اس بارے میں انفرادیت کا شرف حاصل ہے۔[۴۳]

موضوع احادیث کی تاریخ میں امام صاغانی کو ایک اہم کڑی کی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ ایک طرف وہ ابن الجوزی سے استفادہ کرتے ہیں تو دوسری جانب سبھی محدثین امام صاغانی کے خوشہ چین ہیں۔ تاہم اگر محدث صاغانی اور ابن الجوزی کا موازنہ کیا جائے تو صاغانی وسیع النظر اور وسیع العلم معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ صاغانی نے نہ صرف موضوع احادیث مرتب کیں ۔ بلکہ وضاعین حدیث کی بھی نشان دی اور ان مضامین پر روشنی ڈالی جن کے بارے میں زیادہ تر احادیث وضع کی گئیں اور ان مقامات سے بھی آگاہ کیا یہاں موضوع حدیث پروان چڑھتی رہی۔

امام صاغانی کے بارے میں الکتانی نے لکھا ہے۔

وادرج فیهما (الدررالملتقط والموضوعات) کثیر امن الاحادیث التی لم تبلغ درجه الوضع . فعد لذلک من المتشدد ین کابن الجوزی وصاحب سفر السعادة .[۴۴]

اگرچہ وضع حدیث کا فتنہ بند کرنے کے لئے تشدد کی ضرورت تھی ۔ جیسے ابن الجوزی۔ امام صاغانی اور صاحب سفر السعادہ نے اختیار کیا ۔ نیز یہ ممکن ہے کہ مختلف اسناد یا دیگر شواہد کی بنیاد پر کسی موضوع حدیث کو ضعیف یا حسن حدیث کے درجہ میں لایا جا سکے ۔ لیکن اگر موضوع حدیث کو صحیح حدیث کے درجے میں رکھا جائے تو یہ ایک بڑا نقصان ہو گا۔ جیسا کہ محدث سخاوی نے فتح المغیث میں الدررالملتقط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

وفیھا کثیر من الصحیح والحسن و مافیہ ضعف یسیر
اس رسالے میں بہت سی صحیح اور حسن احادیث مذکور ہیں اور ان میں ذرہ بھر بھی ضعف نہیں ہے۔

ایسی احادیث جو صحیح کے درجہ میں آتی ہیں ۔ اور امام صاغانی نے انھیں موضوع قرار دیا ہے ان میں '' خطبۃ حجۃ الوداع''(۴۵) ہے جسے صاغانی نے موضوع قرار دیا ہے جبکہ یہ خطبہ تمام محدثین کے نزدیک بالاتفاق صحیح حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور مثال حدیث سے ''الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر'' جسے امام صاغانی نے موضوع گردانا ہے جبکہ امام مسلم نے اپنی صحیح(۴۶) میں اس حدیث کو شامل کیا ہے ۔

ان باتوں کے باوجود کہ امام صاغانی نے بعض صحیح احادیث کی پرکھ میں تساہل سے کام لیا اور انھیں موضوعات کے دائرے میں داخل کر دیا۔ وضع حدیث کے فتنہ کو ختم کرنے میں امام صاغانی نے انتہائی اہم کردار ادا کیا اور بقول ڈاکٹر محمد اسحاق(۴۷) وہ غالبًا پہلے نقاد ہیں جنھوں نے الفاظ کی نوعیت اور ان کے نقاط پر خصوصی توجہ دی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح حدیث کی نسبت کی جائے ۔ تا کہ موضوع احادیث کا خاتمہ ہو ۔

اسی طرح امام صاغانی برصغیر کے وہ پہلے محدث ہیں ۔ جنھوں نے وضع حدیث کے قلع قمع کے لئے ساتویں صدی ہجری میں دو رسالے لکھے اور اس فن میں نہ صرف عملی طور پر حصہ لیا بلکہ موضوع حدیث کی تمام تر خرابیاں واضح کیں۔ بعد میں محمد طاہر پٹنی اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے اپنے دور میں وضع حدیث کے استیصال کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ جس طرح امام صاغانی کو لغت کے میدان میں امام لغت ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ اسی طرح وضع حدیث کے استیصال میں بھی محدث صاغانی کو امام کا درجہ حاصل ہے۔

مصادر اور حوالہ جات

۱۔ اس امر کی جانب قرآن حکیم کی بہت سی آیات مبارکہ رہنمائی کرتی ہیں ۔ چنانچہ وہ تمام آیات جو یایھاالناس ، یا بنی آدم یا یایھا الانسان کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔ وہ اس حقیقت کی دلیل ہیں ۔ ان کے علاوہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵۱۔ قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (کہہ دیجئے اے انسانو ! میں آپ سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں) اور سورہ سبا کی آیت نمبر۲۸ و ما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لایعلمون اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام انسانوں کے لئے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ، جبکہ اکثر انسان اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے '' اس موضوع کی عمدہ ترین مثالیں ہیں۔

۲۔ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۲۱۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آپ کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

۳۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵۰ منصب رسالت کے بہت سے فرائض بیان کرتی ہے۔ جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ لوگوں کے لئے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک اشیاء کو حرام قرار دیتے ہیں۔

۴۔ سورۃ النجم کی آیت نمبر ۲ اور ۳ "وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحیٰ" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ وہ وہی کچھ کہتے ہیں۔ جو انھیں وحی کے ذریعے پیغام بہم پہنچایا جاتا ہے۔

۵۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور جس سے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ علمائے اسلام نے وحی کی دو اقسام بیان کی ہیں (۱) وحی متلو جس سے قرآن حکیم مراد ہے۔ کیونکہ اس کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے اور اس کی تلاوت باعث اجر و ثواب ہے اور (۲) وحی غیر متلو جس سے حدیث نبوی مراد ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، اتفاقات اور اخلاق پر مبنی ہے۔

۷۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تدوین حدیث اور علم جرح و تعدیل ترتیب دیتے وقت ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ خوش نصیب افراد کے احوال زندگی محفوظ کیے گئے اور علم الرواۃ کا نیا فن ایجاد ہوا۔ جس میں بہت سے کتب لکھی گئیں۔

۸۔ علوم الحدیث یا علم مصطلح الحدیث کے نام سے مسلمانوں نے ایک خاص علم ایجاد کیا جس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ یہ سند حدیث اور متن حدیث دونوں سے بحث کرتا ہے۔ راوی اور مروی کے جملہ کوائف اس علم میں محفوظ کیے جاتے ہیں۔ اس علم کے ذریعے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور محدثین کرام کے حالات کا اس انداز سے تنقیدی جائزہ لیا گیا کہ کیا وہ حدیث نبوی روایت کرنے کے اہل ہیں یا نہیں نیز ایک خاص حدیث روایت کرنے کے لیے جن شرائط کی تکمیل ضروری ہے وہ راوی ایسی شرائط پوری کرتا ہے کہ نہیں۔

۹۔ ابوعیسیٰ ترمذی، الجامع، کتاب العلم، باب من روی حدیثا وھو یری انہ کذب، تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ج ۷ ص ۴۲۲۔

۱۰۔ عطیۃ الجوزی ابو الیقظان مباحث فی تدوین السنۃ المطھرۃ ص ۸، القاھرۃ، المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ بدون التاریخ۔

۱۱۔ اس رائے کے حق میں عہد صدیقی میں جمع و تدوین قرآن کے اہم واقعہ سے دلائل حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جو جمع و تدوین قرآن کی تمام کتابوں میں بصراحت مذکور ہیں۔

۱۲۔ مباحث فی تدوین السنۃ المطھرۃ ص ۸۲

۱۳۔ الشوکانی، محمد بن علی۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص ۶، القاھرہ مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ ۱۳۸۰/۱۹۶۰ء۔

۱۴۔ الکتانی علی بن محمد، تنزیہ الشریعۃ، المقدمہ ص ل۔

۱۵۔ امام جلال الدین سیوطی کے بارے میں محدثین کرام نے کلام کیا ہے کہ وہ حافظ الحدیث ہیں یا نہیں۔ کیونکہ علم حدیث میں حافظ اس خوش نصیب کو کہا جاتا ہے۔ جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بڑی مقدار میں زبانی یاد ہوں اور ان کی سند سے مکمل آگاہی رکھتا ہو۔ محدثین کرام نے لکھا ہے۔ حافظ الحدیث کے لئے

ضروری ہے کہ اسے ایک لاکھ سے پانچ لاکھ تک احادیث بمع سند زبانی یاد ہوں۔ چنانچہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وھو لیس من الحفاظ ، وعلیه کثیر فما ذکرہ النقاد کردہ حافظ حدیث نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے خلاف ناقدین نے بہت کچھ لکھا ہے۔

۱۶۔ مباحث فی تدوین السنۃ ص ۸۳

۱۷۔ الشوکانی محمد بن علی ، الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة ص ۵ ، القاهرة، مطبعة السنة المحمدیة، ۱۳۸۰ ھ/ ۱۹۶۰ء

۱۸۔ الشوکانی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة ،ص ۵

۱۹۔ فتنی یا پٹنی۔ ہندوستان کے مشہور شہر پٹنہ کی طرف نسبت ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ برصغیر کے علماء کرام نے بھی موضوع احادیث کی نشان دہی میں اپنا حصہ شامل کیا ہے۔ اس لئے انھیں الھندی بھی لکھا جاتا ہے ۔

۲۰۔ اس کتاب کے مطبوعہ نسخے پاکستانی کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۲۱۔ مباحث فی تدوین السنة المطهرہ ص ۸۷

۲۲۔ الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة ص ۳ (مقدمہ)

۲۳۔ موضوعات الصغانی ص ۸

۲۴۔ موضوعات الصغانی ص ۸ و الفوائد المجموعہ ص ۶ اس مصنف نے محمد البشیر کو طاہر الازہری کے اضافے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۲۵۔ برصغیر میں احادیث نبوی، علوم الحدیث اورمصطلحات الحدیث کے موضوع پر متعدد کتب تصنیف ہوئیں، جن میں اکثر تاحال مخطوطات کی شکل میں ہیں۔ نہ ان پر تحقیق ہو سکی اور نہ ہی وہ زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔ یہ مخطوطات۔ اسلامیہ کالج لائبریری، پشاور ، مرکزی کتب خانہ، جامعہ پنجاب، پیرجھنڈو لائبریری سندھ ، لیاقت نیشنل لائبریری کراچی اور خانقاہ سراجیہ میانوالی کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔ مزید برآں ایسی بہت سی کتب خانقاہوں، دینی مدارس کے کتب خانوں اورشخصی کتب خانوں میں بھی محفوظ ہیں۔ اسی طرح بہت سے مخطوطات برصغیر سے برٹش میوزیم میں بھی منتقل ہوئے۔ جن میں برصغیر کی کتب حدیث کے مخطوطے شامل ہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد اس علمی میراث پر کام کا منصوبہ بنا رہا ہے تاکہ اس کی فہرست سازی کر کے اسے محفوظ کیا جائے۔

۲۶۔ اس نامور محدث کو صاغانی یا صغانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو اسم نسبت ہے ۔ کیونکہ امام حسن بن محمد کی نسبت چغانیاں کی طرف ہے جو علاقہ ماوراء النھر میں واقع ہے اور اہل عرب دریائے سرخ اور دریائے جیحوں کے درمیانی علاقہ کو صغانیاں کہتے ہیں۔ اس علاقہ کو اہل عجم چغانیاں کہتے ہیں ۔ امام صاغانی نے اپنی غیر مطبوعہ لغوی تصنیف مجمع البحرین میں مادہ صغن۔ کے ذیل میں اس نسبت کی تفصیل بیان کی ہے ''مجمع البحرین'' کا عکسی نسخہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۲۷۔ شبلی نعمانی ، معارف (اعظم گڑھ) ص ۱۲۵ ج ۱۱

۲۸۔ الدکتور سامی ۔ مجلۃ کلیۃ الامام الاعظم ج ا ش ا (۱۹۷۲ء) ص ۱۲۰

۲۹۔ ناگوری ۔ فرید الدین ، سرور الصدور (قلمی) بحوالہ معارف (اعظم گڑھ) ص ۱۲۵ ج ۱۱

۳۰۔ علم حدیث کے موضوع پر امام صاغانی کی تصانیف کی یہ فہرست مختلف کتب مصادر سے مرتب کی گئی ہے ۔ جس

کی تفصیل کے دیکھیے تحقیقی مجلّہ ''فکر و نظر'' (اسلام آباد) ج ۲۷ ش ۲ (ص ۷۵ ۔ ۷۷)

۳۱۔ ڈاکٹر سامی مکی نے امام صاغانی کی کتاب ۔ الدرالملتقط فی تبیین الغلط تحقیق و حواشی کے ساتھ ۔ مجلّہ کلیۃ الامام الاعظم کے پہلے شمارے مطبوعہ ۱۹۷۹ء میں شائع کی ۔ یہ کتاب رسالے کے صفحات ۱۳۹ ۔ ۱۷۱ پر محیط ہے۔ یہ عبارت اسی رسالہ سے ماخوذ ہے ۔

۳۲۔ الکتانی ۔ الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۵۱ ، دمشق دارالفکر ۱۳۸۳ھ

۳۳۔ موضوعات الصاغانی ص ٦

۳۴۔ ڈاکٹر سامی (محقق) الدرر الملتقط ص ۷

۳۵۔ الکتانی ۔ الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۲۴

۳۶۔ موضوعات الصاغانی ص ۱۹

۳۷۔ نفس المصدر ص ۲۷

۳۸۔ نفس المصدر ص ۲۸

۳۹۔ الامام ذھبی ، میزان الاعتدال ص ۴۵ ج ۲

۴۰۔ موضوعات الصاغانی ص ۳۱ و ۳۲

۴۱۔ نفس المصدر ص ٦ ، پر مرقوم ہے۔ والامام الصغانی امام من ائمہ الحدیث

۴۲۔ علی القاری الموضوعات الکبری ص ۳۸۹

۴۳۔ العجلونی ، کشف الغطاء ص ۲۹۳ ج ۲

۴۴۔ الکتانی ، الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۲۴

۴۵۔ الدررالملتقط مسلسل حدیث نمبر ۹۴

۴۶۔ امام مسلم بن حجاج (القشیری ۔ الصحیح ص ۲۲۷۲ ، ج ۴

۴۷۔ محمد اسحاق ، ہندوستان میں مطالعہ حدیث (انگریزی) ص ۲۳۰ طبع ڈھاکہ ۱۹۵٦ء۔